تزک بابری

مترجم

(جناب محمد رحیم صاحب دھلوی)

(۳)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان بابتہ ماہ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

مہر نگار خانم | بڑی بیٹی مہر نگار خانم تھیں۔ ان کی شادی سلطان ابو سعید مرزا کے بڑے بیٹے سلطان احمد مرزا سے ہوئی۔ احمد مرزا سے ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ پھر جنگ و جدل میں وہ شیبانی خاں کے ہاتھ پڑ گئیں۔

میں جب کابل آیا۔ تو وہ شاہ بیگم کے ساتھ خراسان گئیں اور وہاں سے کابل آگئیں۔

شیبانی خاں نے جب ناصر مرزا پر قندھار پر چڑھائی کی۔ اور میں لمغان گیا۔ تو وہ خان مرزا اور شاہ بیگم کے ساتھ بدخشاں چلی گئیں۔

مبارک شاہ نے جب خان مرزا کو قلعہ ظفر میں بلایا۔ تو راستہ میں سلطان ابوبکر کاشغری کی لٹیری فوج نے لوٹ لیا۔ مہر نگار خانم اور شاہ بیگم اور ان کے ساتھی گرفتار ہو گئے۔ اور سب کے سب اسی ظالم کی قید میں مر گئے۔

قتلق نگار خانم | یونس خاں کی دوسری بیٹی میری والدہ قتلق نگار خانم تھیں۔ وہ اکثر لڑائیوں اور مصیبتوں میں میرے ساتھ رہی ہیں کابل کی فتح کے بعد پانچ چھ مہینے زندہ رہیں۔ ۹۱۱ھ[1] میں ان کا انتقال ہو گیا۔

خوب نگار خانم | تیسری بیٹی خوب نگار خانم تھیں۔ ان کی شادی محمد حسین گورگان[2] دغلت سے ہوئی تھی۔ ان کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی۔ لڑکی عبید خاں سے بیاہی گئی۔ میں نے جب سمرقند اور

[1] ۱۵۰۵ء [2] یہ سلطان محمد خاں کی طرف سے اوراتیپہ کا حاکم تھا۔

بخارا فتح کیا ہے تو وہ وہیں تھی۔ چوں کہ وہ بھاگ نہ سکی۔ اس لیئے وہیں رہ گئی۔ سلطان سعید خاں[1] کی طرف سے اس لڑکی کا چچا سید محمد مرزا جب ایلچی بن کر میرے پاس سمرقند آیا تو وہ اس کے ساتھ چلی گئی۔ اور سلطان سعید خاں سے اس کی شادی ہو گئی۔ اس کے ہاں بیٹا ہوا اس کا نام حیدر مرزا تھا۔ جب حیدر مرزا کے باپ کو ازبکوں نے مار ڈالا[2] تو وہ میری خدمت میں آگیا تھا۔ تین چار سال رہا۔ پھر مجھ سے اجازت لے کر خان کے پاس کاشغر چلا گیا۔

باز گردد بہ اصل خود ہمہ چیز   زرِ صافی و نقرہ و ارزیز

کہتے ہیں اب وہ تائب ہو گیا ہے اور اس کے اطوار اچھے ہیں۔ مصوری اور خوشنویسی اچھی سیکھ لی ہے۔ تیر، پیکان اور تیر اندازی کے وقت انگوٹھے پر پہننے کے انگشتانے بناتا ہے۔ ہر کام میں اس نے کمال حاصل کیا ہے۔ شعر بھی کہا کرتا ہے۔ اس کی عرضی میرے پاس آئی تھی اس کی انشا بُری نہیں ہے۔

شاہ بیگم | یونس خاں کی دوسری بیوی شاہ بیگم تھیں۔ بیویاں یوں تو اور بھی تھیں۔ مگر صاحب اولاد یہی دونوں ہوئیں۔

شاہ بیگم، بدخشاں کے بادشاہ شاہ سلطان محمد کی بیٹی تھیں۔ بدخشاں کے بادشاہ اپنا نسب اسکندر فیلقوس سے ملاتے ہیں۔ کہتے ہیں اسی بادشاہ کی ایک اور بیٹی تھی۔ وہ شاہ بیگم کی بڑی بہن تھی۔ سلطان ابو سعید مرزا نے اس سے نکاح کیا تھا۔ ابو بکر مرزا اسی کے بطن سے تھا۔ شاہ بیگم سے یونس خاں کے ہاں دو بیٹے[3] اور ایک بیٹی ہوئی۔

سلطان محمود خاں[4] | ان تینوں میں بڑا سلطان محمود خاں تھا۔ جس کو سمرقند وغیرہ کے لوگ جانی بیگ خاں کہتے ہیں۔

سلطان احمد خاں | اس سے چھوٹا سلطان احمد خاں تھا۔ جو الچہ خاں کے نام سے مشہور تھا۔ الچہ

---

[1] سلطان سعید خاں کاشغر کا ایک شہزادہ تھا [2] ۱۵۰۸ء [3] دو بیٹیاں

[4] مسٹر جان لیڈن نے اپنے ترجمے میں اس کو جنبک خاں لکھا ہے

کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ قل ماقی اور مغلئی زبان میں قاتل کو الاچی کہتے ہیں۔ انہوں نے چونکہ قوم قل ماق کا کئی دفعہ قتل عام کیا ہے۔ اس لئے اس کو الاچی یعنی قاتل کہنے لگے۔ اور کثرتِ استعمال نے الاچی کو الچھ بنا دیا) ان دونوں کے حالات آئندہ بیان ہوں گے۔

سلطان نگار خانم | سب سے چھوٹی اور ایک بہن سے بڑی سلطان نگار خانم تھی۔ اس کی شادی سلطان محمود مرزا (سلطان ابوسعید مرزا کے فرزند) سے ہوئی تھی۔ اس سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ جس کا نام سلطان ویس تھا۔ اس کا حال اس کتاب میں آئندہ بیان ہوگا۔

سلطان محمود مرزا کے مرنے کے بعد سلطان نگار خانم اپنے بیٹے کو لے کر چپ چپاتے تاشقند میں اپنے بھائیوں کے پاس چلی گئی۔

کئی برس بعد ازبک سلطان سے جو قزاق قوم کے سلاطین میں سے تھا۔ اور چنگیز خاں کے بڑے بیٹے جوجی خاں کی اولاد میں سے تھا اس کی شادی ہو گئی۔

شیبانی خاں نے جب سب کو مار کر تاشقند اور شاہرخیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس وقت یہ اپنے دس بارہ مغل ملازمین کے ساتھ ازبک سلطان کے پاس چلی گئی تھی۔ ازبک سلطان سے اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوئیں۔ ایک کی شادی تو سلاطین شیبانیہ میں سے کسی کے ساتھ ہوئی۔ اور دوسری سلطان سعید خاں کے بیٹے رشید خاں سے بیاہی گئی۔

ازبک سلطان کے انتقال کے بعد اس نے قزاق قوم کے سردار قاسم خاں سے شادی کر لی۔ مشہور ہے کہ قزاق قوم میں قاسم خاں کے برابر کسی خان یا سلطان نے قوم کا انتظام نہیں کیا۔ اس کے لشکر جرار کی گنتی تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔

قاسم خاں کے مرنے کے بعد سلطان نگار خانم سعید خاں کاشغری کے پاس چلی گئی

دولت سلطان خانم | یونس خاں کی سب سے چھوٹی بیٹی دولت سلطان خانم تھی۔ جو تاشقند کی ویرانی اور بربادی کے موقعہ پر شیبانی خاں کے لڑکے تیمور سلطان کے نکاح میں آئی اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ سمرقند سے چلتے وقت وہ میرے ساتھ چلی آئی تھی۔ تین چار برس بدخشاں میں رہی۔

اس کے بعد سلطان سعید خاں کے پاس کاشغر چلی گئی۔

الوس آغا عمر شیخ مرزا کی ایک بیوی خواجہ حسین بیگ کی بیٹی الوس[ع۱] آغا تھی۔ اس سے ایک لڑکی ہوئی جو چھوٹی سی عمر میں مر گئی۔ پھر اس بیوی کو ڈیڑھ برس بعد چھوڑ دیا تھا۔[ع۲]

فاطمہ سلطان آغا ایک اور بیوی فاطمہ سلطان آغا تھی۔[ع۳]

قراکوز بیگم ایک اور بیوی قراکوز بیگم تھی۔ اس سے انھوں نے اپنی آخر عمر میں شادی کی تھی۔ یہ بہت چہیتی تھی۔ مرزا کی خوشامد کے مارے اس کو ابوسعید[ع۵] مرزا کے بڑے بھائی منوچہر مرزا کا رشتہ دار بنا دیا تھا۔

حرمیں حرمیں بہت سی تھیں۔

امید آغاچہ ان میں سے ایک امید آغاچہ تھی۔ جو مرزا کے سامنے ہی مر گئی۔

تون سلطان مرزا کے آخر وقت میں تون[ع۶] سلطان ایک عورت محل میں داخل ہوئی تھی وہ مغل قوم میں سے تھی۔

آغا سلطان ایک اور، آغا سلطان تھی۔

امراء مرزا کے امراء میں سے :-

خدا بیروی تیمور تاش ایک خدا بیروی تیمور تاش تھا۔ وہ آق بوغا بیگ، حاکم ہری کی اولاد میں سے تھا۔ سلطان ابوسعید مرزا نے جب شاہرخیہ میں جوگی مرزا کا محاصرہ کیا۔ اس وقت عمر شیخ مرزا کو فرغانہ کا حاکم بنایا۔ اور ان کی سرکار کا کام خدا بیروی تیمور تاش کو سپرد کر کے اس کو وزیر بنا دیا تھا۔ اس وقت اس کی عمر پچیس برس کی تھی اگرچہ وہ کمسن تھا۔ مگر اس کا ڈھنگ، انتظام اور قاعدے تعریف کے قابل تھے۔

دو ایک سال بعد جب ابراہیم بیگ چاک نے اوش کے نواح میں لوٹ مار مچائی تو خدا بیروی نے اس کا تعاقب کیا۔ اس سے لڑا اور شکست کھا کر شہید ہوا۔

ع۱ ایک نسخہ میں اس کا نام آلوس آغائی لکھا ہے۔ ع۲ ایک نسخہ میں "ایک سال یا ڈیڑھ سال" لکھا ہے۔ ع۳ فاطمہ سلطان آغا مغل قوم میں سے ایک سردار کی لڑکی تھی۔ یہ عمر شیخ مرزا کی سب سے پہلی بیوی ہے۔ ع۵ سلطان ابوسعید مرزا، بابر کا دادا تھا۔

ع۶ ایک نسخہ میں اس کا نام "یون سلطان" ہے

ان دنوں میں سلطان احمد مرزا اوراتیبہ کے سرمائی علاقہ میں تھا۔ جو سمرقند کے مشرق کی جانب ۸۵ میل ہے اور آق قچغائے کے نام سے مشہور ہے۔

سلطان ابوسعید مرزا بابا خاکی میں تھا۔ جو ہری سے مشرق کی جانب چھتیس میل ہے۔

عبدالوہاب شقادل نے بہت جلد یہ خبر مرزا کی خدمت میں پہنچائی۔ اس نے تین سو اکیاسی میل کا راستہ چار دن میں طے کیا۔

حافظ محمد بیگ دولدائی | ایک اور امیر حافظ محمد بیگ دولدائی تھا۔ وہ سلطان ملک کاشغری کا بیٹا اور احمد حاجی بیگ کا چھوٹا بھائی تھا۔ خدا بیردی کے مرنے کے بعد اس کا عہدہ اسی کو دیا گیا۔

سلطان ابوسعید مرزا کے مرنے کے بعد اندجان کے امرا سے اس کی نہ بنی۔ وہ سلطان احمد مرزا کے پاس سمرقند چلا گیا۔ [1]

سلطان احمد مرزا کی شکست کی خبر جس وقت معلوم ہوئی[2] اس وقت حافظ محمد بیگ اوراتیبہ کا حاکم تھا۔ عمر شیخ مرزا جب سمرقند فتح کرنے کے ارادے سے اوراتیبہ پہنچے تو اس نے اوراتیبہ مرزا کے ملازمین کے حوالے کر دیا۔ اور خود مرزا کا نوکر ہوگیا۔ مرزا نے اس کو اندجان کی حکومت عطا کی۔

اس کے بعد محمد بیگ سلطان محمود خاں کے پاس چلا گیا۔ انھوں نے مرزا خاں کو اس کے سپرد کیا۔ اور ویزک[3] کی حکومت بھی اسے عطا کی۔

میں نے جب کابل لیا۔ اس سے پہلے وہ ہندوستان کے راستے مکہ معظمہ روانہ ہوا اور راستہ ہی میں مرگیا۔ وہ فقیر منش کم سخن اور بے حیثیت آدمی تھا۔

خواجہ حسین بیگ | ایک اور امیر، خواجہ حسین بیگ خوش مزاج اور سیدھا سادھا آدمی تھا۔ اس وقت کے رواج کے مطابق وہ شراب نوشی کے وقت تویوق (ایک قسم کا مغلئی نغمہ) خوب گاتا تھا۔

شیخ مزید بیگ | ایک اور امیر شیخ مزید بیگ تھا میرا پہلا اتالیق وہی تھا۔ اس کے قاعدے قرینے

---

[1] مسٹر جان لیڈن کے ترجمے میں ایک فقرہ کا اضافہ ہے "اور سلطان احمد مرزا کا ملازم ہوگیا"

[2] ایک نسخہ میں ہے کہ "جب یہ خبر ملی کہ سلطان احمد مرزا کو دریائے چر کی لڑائی میں ادھیتی ہے" اس وقت حافظ محمد بیگ دولدائی اوراتیبہ کا حاکم تھا۔

[3] جزخ

بہت اچھے تھے۔ وہ بابر مرزا[۱] کی خدمت میں بھی رہ چکا تھا۔ عمر شیخ مرزا کی سرکار میں اس سے بڑا امیر دوسرا کوئی نہ تھا۔ وہ فاسق آدمی تھا۔ اس لئے غلام بہت رکھتا تھا۔

علی مزید بیگ قوچین | ایک اور امیر، علی مزید بیگ قوچین تھا۔ اس نے دو دفعہ بغاوت کی۔ ایک دفعہ آخشی میں اور دوسری دفعہ تاشقند میں۔ وہ منافق، فاسق، نمک حرام اور بےکار آدمی تھا۔

حسین یعقوب بیگ | حسین یعقوب بیگ بھی ایک امیر تھا۔ صاف دل، خوش طبع، ہوشیار اور مستعد آدمی تھا۔ یہ شعر اسی کا ہے ؎

باز آ اے ہمائے کہ بے طوطیٔ خطیت   نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من

وہ بہت بہادر تھا اور اچھا تیر انداز تھا۔ چوگان کھیلنے میں اسے بڑی مہارت تھی اور کوڑی ذقن کے کھیل میں چھلانگ خوب لگاتا تھا[۲]۔ عمر شیخ مرزا کی وفات کے بعد میرے ہاں مختار ہو گیا تھا۔ البتہ تھڑدلا، کم حوصلہ اور فتنہ پرداز بھی تھا۔

قاسم بیگ قوچین | قاسم بیگ قوچین بھی ایک امیر تھا۔ وہ اندجان کے لشکر کے قدیم سرداروں میں سے تھا۔ حسن بیگ کے بعد وہی میری سرکار میں مختار ہوا۔ آخر عمر تک اس کے اختیار اور اعتبار بڑھتے گئے۔ کم نہ ہوئے۔ وہ بہت بہادر آدمی تھا۔ ایک دفعہ ازبک کاشان[۳] کے نواح کو لوٹ مار کر چلے۔ اس نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو جا لیا۔ اور خوب مار ماری۔ عمر شیخ مرزا کے زمانے میں بھی وہ بڑا شمشیر زن تھا۔ یاسی کجیت[۴] کی جنگ میں وہ گھمسان کی لڑائی لڑا۔ بھاگڑ اور مصیبت کے موقع پر جب میں نے کوہستان مسیخا[۵] سے سلطان محمود خاں کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے علیحدہ ہو کر خسرو شاہ کے پاس چلا

---

[۱] بابر مرزا ابن بائسنغر مرزا ابن شاہرخ مرزا ابن تیمور۔ بابر مرزا نہایت عقلمند شہزادہ تھا۔ ۱۴۵۷ء میں اس کی وفات ہوئی۔ وہ کچھ دن تک خراسان کا حاکم رہا ہے۔

[۲] بابر نے اس کھیل کا نام "غوک یلہ" لکھا ہے یعنی مینڈک کی طرح چھلانگ مارنا۔ یہ ایک کھیل تھا جو ہمارے ہاں کوڑی ذقن کے نام سے مشہور ہے۔

[۳] دریائے سر کے شمال میں واقع ہے۔

[۴] ۹۰۴ھ میں یہ جنگ ہوئی تھی۔

[۵] ایک نسخہ میں اس کا نام کوہستان مسیخی لکھا ہے۔

گیا۔ ۹۰۸ھ[1] میں جب میں نے خسرو شاہ کے آدمیوں کو توڑا اور کابل جاکر مقیم کو گھیرا تو وہ پھر میرے پاس چلا آیا۔ میں نے دوبارہ رکھ لیا۔ اور پچھلی سی عنایت اور مہربانی کی۔

درۂ خوش میں جب میں نے ہزارہ ترکمانوں پر چڑھائی کی تو اس نے بڑھاپے میں جوانوں سے بڑھ کر کام کیا۔ میں نے اس کو اس کے صلے میں ملک بنگش دے دیا۔ اور کابل میں آکر اس کو ہمایوں کا اتالیق بنادیا۔

زمیں داور[2] فتح ہونے کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ مسلمان دیانت دار اور پرہیزگار آدمی تھا۔ ایسے کھانوں سے جن میں شک وشبہ ہو بچتا تھا۔ اس کی رائے اور تدبیر بہت عمدہ تھی۔ بڑا پُرمذاق آدمی تھا اَن پڑھ تھا۔ مگر عالی دماغ مزاج باز تھا۔

بابا قلی بیگ | بابا قلی بیگ بھی ایک امیر تھا۔ وہ شیخ علی بہادر کی اولاد میں سے تھا۔ شیخ مزید بیگ کے انتقال کے بعد اسی کو میرا اتالیق بنایا تھا۔

سلطان احمد مرزا نے جن دنوں اندجان پر لشکرکشی کی تو وہ سلطان احمد مرزا سے مل گیا اور اراتیبہ مرزا کو دے دیا۔

سلطان محمود مرزا کے انتقال کے بعد جب وہ سمرقند سے نکلا اور بھاگ کر آرہا تھا[3]۔ اس وقت سلطان علی مرزا اراتیبہ سے نکلا اور اس سے لڑا اور اسے شکست دے کر قتل کردیا۔

وہ اچھا منتظم تھا۔ اور اس کے پاس فوجی سامان نہایت عمدہ تھا۔ نوکروں کو اچھی طرح رکھتا تھا۔ وہ نہ روزہ رکھتا تھا۔ نہ نماز پڑھتا تھا۔ ظالم تھا اور کافروں جیسا تھا۔

میر علی دوست طغائی | میر علی دوست طغائی بھی ایک امیر تھا۔ وہ قوم ساغرچی میں سے تھا۔ میری نانی ایسن دولت بیگم کا رشتہ دار تھا۔ میں عمر شیخ مرزا کے زمانے ہی سے اس سے اکثر رعایت کرتا رہتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ اس سے کچھ کام نکلے گا۔ مگر جس زمانے میں وہ میرے پاس رہا۔ اس سے کوئی

---

[1] مطابق ۱۵۰۲ عیسوی [2] یہ جگہ قندھار سے نوے میل مغرب کی طرف دریائے ہرمند کے سیدھے کنارے پر ادیر کی جانب واقع ہے۔ [3] مسٹر جان لیڈی نے لکھا ہے "بھاگ کر میرے پاس آرہا تھا۔

ایسا کام نہ نکلا - جیسا کہ خیال تھا -

وہ سلطان ابو سعید مرزا کی خدمت میں بھی رہا تھا - اس کا دعویٰ تھا کہ میں جادوگر ہوں - وہ شکار کے سامان کا داروغہ تھا - اخلاق و اطوار بہت برے تھے - بخیل، فتنہ انگیز، خبطی، خود پسند، بد زبان اور ترش رو آدمی تھا -

ویس لاغری | ویس لاغری سمرقند کا رہنے والا، توق چی قوم میں سے ایک امیر تھا - شیخ عمر مرزا کی آخری عمر میں وہ ان کا بہت مقرب ہو گیا تھا -

مصیبتوں کے موقعوں پر اس نے میرا ساتھ دیا ہے - اس کی رائے اور تدبیر اچھی تھی - کسی قدر فتنہ انگیز ضرور تھا -

میر غیاث طغائی | میر غیاث طغائی بھی ایک امیر تھا - وہ علی دوست کا چھوٹا بھائی تھا -

سلطان ابو سعید مرزا کی سرکار میں مغلوں میں اس سے بڑا کوئی سردار نہیں تھا - سلطان ابو سعید مرزا کی مہر اسی کے پاس رہتی تھی -

عمر شیخ مرزا کے آخری وقت میں ان کے بھی بہت منہ چڑھ گیا تھا اور ویس لاغری کا بہت دوست تھا - جب کاشان سلطان رضا خاں کو دے دیا - تو وہ اس وقت سے اپنی وفات تک خان ہی کی خدمت میں رہا - خان[a] نے بھی اس کو اچھی طرح رکھا - بہت ہنس مکھ اور بڑا ہجو باز تھا - اور بدکاری میں بیباک تھا -

علی درویش خراسانی | علی درویش خراسانی سلطان ابو سعید مرزا کے زمانے میں خراسانی چیلوں میں داخل تھا - جب سلطان ابو سعید مرزا نے سمرقند اور خراسان پر قبضہ کیا تو اس کو دونوں جگہ کے چیلوں کا افسر بنایا - اسی لئے اس کو "امیر چہر ہائے سمرقند و چہر ہائے خراسان" کہا کرتے تھے -

میرے سامنے اس نے سمرقند کے دروازے پر خوب حملے کئے تھے - بہادر آدمی تھا - نستعلیق خط اچھا لکھتا تھا - بہت خوشامدی اور بڑا خسیس تھا -

قنبر علی مغل | قنبر علی مغل خواجہ سرا تھا - اس کا باپ اس ملک میں آنے کے بعد کچھ دن تک سلاخی کرتا رہا - اس لیے اس کا نام قنبر علی سلاخ مشہور ہو گیا -

وہ یونس خاں کے ہاں آفتاب چی ہو گیا تھا - آخر امراء میں شامل ہوا - میں نے اس کے ساتھ

[a] سلطان محمود خان نے جب [illegible] کیا اور اس وقت [illegible] خان کی وفات [illegible] اس کی خدمت [illegible]

بہت رعایتیں کیں۔ جب تک ترقی ملتی رہی۔ تب تک اس کا طریقِ انتظام اچھا رہا۔ جب کمی قائل ہوا جی چرانے لگا۔ بہت لسان اور فضول گو تھا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جس میں یہ دونوں عیب ہوں وہ کم حوصلہ اور کوڑھ مغز بھی ہوتا ہے۔

۸۹۹ھ ہجری کے حالات

والد کے مرنے کی خبر جب عمر شیخ مرزا کا انتقال ہوا۔ اس وقت میں اندجان کے چار باغ میں تھا۔ رمضان شریف کی پانچویں تاریخ منگل کے دن مجھے اندجان میں خبر ملی۔ میں گھبرا کر سوار ہوا اور جتنے ملازم میرے ساتھ تھے ان کو لے کر قلعہ کی طرف چلا۔ عہ[2]

شیرم طغائی کی محبت میں مرزا دروازے کے قریب پہنچا۔ تو شیرم طغائی جلاد مجھے عیدگاہ کی طرف لے چلا عہ[3] اس کو شاید یہ خیال ہوا کہ سلطان احمد مرزا بہت بڑا بادشاہ ہے اور زبردست فوج کے ساتھ اس نے چڑھائی کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ امرا مجھ کو اور ملک کو اس کے حوالے کر دیں۔ اس نے مناسب جانا کہ مجھے اوزکند عہ[4] اور اس کے پہاڑوں کی طرف لے جائے۔ تاکہ ملک جائے تو جائے میں تو بچ جاؤں۔ اور اپنے ماموں الچہ خاں یا سلطان محمود خاں کے پاس پہنچ جاؤں۔

امراء کی الفت خواجہ مولانا قاضی نے (وہ سلطان احمد قاضی کے صاحبزادے اور شیخ برہان الدین قلیچ کی اولاد میں سے تھے۔ والدہ کی طرف سے ان کا سلسلہ سلطان ایلک قاضی سے ملتا ہے اور ان کے خاندان کو یہاں ملک بھر میں بزرگ مانا جاتا ہے اور شیخ الاسلام کا اعزاز بھی ان ہی کے خاندان میں رہا ہے۔ ان کا ذکر پھر بیان ہوگا۔ اور قلعہ میں جو دوسرے امرا تھے میرے چلے جانے کی خبر سنتے ہی خواجہ محمد وزری کو (یہ شخص بابریوں میں سے ہے اور عمر شیخ مرزا کا پرانا ملازم ہے۔ اور ان کی ایک بیٹی کا اتالیق بھی رہ چکا ہے) میرے پاس بھیج کر اطمینان دلایا۔ میں عیدگاہ تک ہی پہنچا تھا کہ یہ مجھ کو واپس لے آئے۔

تخت نشینی میں محل میں آکر اترپڑا۔ خواجہ مولانا قاضی اور سب سردار میری خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورے کے بعد ایک فیصلہ کر لیا۔ پھر قلعہ کی فصیل اور برج کو مضبوط بنایا اور سامان جنگ درست کرنے میں

عہ[1] مطابق ۱۴۹۴ء عیسوی۔ عہ[2] ایک نسخہ میں ہے کہ "میں قلعہ کو بچانے کے لئے چلا"۔ عہ[3] ایک نسخہ میں ہے کہ "شیرم طغائی میرے گھوڑے کو پکڑ کر عیدگاہ لے چلا"۔ عہ[4] اوزکند "ز" سے کوہستان الاتاغ کی جانب اوش کے شمال میں یہ مقام واقع ہے۔

مشغول ہوگئے۔

حسین یعقوب اور قاسم قوچین وغیرہ مرغینان کی طرف دھاوا مارنے گئے ہوئے تھے۔ دو ایک دن بعد آکر وہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سب کے سب متفق اور متحد ہوکر قلعہ بچانے میں لگ گئے۔

بڑے چچا کا حملہ | اس عرصہ میں سلطان احمد مرزا نے اوراتیپہ، خجند اور مرغینان لے لئے اور اندجان سے چار کوس کے فاصلہ پر قبا[1] کے مقام پر آپہنچا۔

پہلا قتل | اس موقعہ پر اندجان کے مشہور باشندوں میں سے درویش کافر[2] کو اس لئے قتل کردیا گیا کہ وہ غیر مناسب باتیں کہتا پھرتا تھا۔ اس انتظام سے تمام شہدے اور لفنگے سیدھے ہوگئے۔

عاجزی کا پیغام | میں نے خواجہ قاضی، اوزون حسن، اور خواجہ حسین کو سلطان احمد مرزا کے پاس بھیجا۔ اور کہلوایا کہ یہ ظاہر ہے کہ اس ملک میں آپ اپنا کوئی آدمی ضرور مقرر کریں گے۔ میں آپ کا خدمتگار بھی ہوں اور فرزند بھی ہوں۔ یہ خدمت فدوی کو عطا کی جائے تو مناسب ہے۔

گذارش ٹھکرائی گئی | سلطان احمد مرزا فقیر مزاج اور کم سخن آدمی تھا۔ مگر جو معاملات پیش آتے وہ بغیر امراء کی مرضی کے طے نہ ہوتے۔ امراء نے میری گذارش پر توجہ نہ کی۔ سخت جواب دیا اور آگے بڑھے۔

بگڑی بن گئی | اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر مری بگڑی کو اپنی قدرت کاملہ سے بے منت خلق بنایا ہے۔ یہاں بھی اس نے کئی اسباب ایسے پیدا کر دیے کہ دشمن اس طرف آنے سے تنگ۔ اور شرمندہ ہوا اور خالی ہاتھ واپس گیا

پل ٹوٹ گیا | ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ قبا میں جو ایک کالا دریا ہے۔ ایسی دلدل ہے کہ بغیر پل کے اس کو پار نہیں کیا جاسکتا۔ فوج زیادہ تھی۔ پل پار کرتے کرتے وہ ٹوٹ گیا۔ بہت سے اونٹ گھوڑے دریا میں ڈوب گئے۔

اس سے تین چار سال پہلے دریائے چرچق[3] سے اترتے وقت بھی ان لوگوں نے بھاری شکست کھائی تھی۔ نئے حادثہ نے وہ واقعہ یاد دلایا۔ اس لئے تمام لشکر پر وہم غالب آگیا۔

---

[1] ایک نسخہ میں "محمود رزی" لکھا ہے۔ [2] قبا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور اندجان کے مغرب کی طرف دریائے قبا کے کنارے پر ہے۔ ق پر زبر ہے۔ [3] ایک نسخہ میں اس کا نام "درویش گا" لکھا ہے۔

گھوڑوں میں وبا پھیلی دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ گھوڑوں میں ایسی وبا پھیلی کہ طویلے کے طویلے خالی ہوگئے۔ اس کے علاوہ مری فوج اور رعیت کو اتنا ایک دل اور مستعد پایا کہ جب تک جان میں جان ہے۔ تب تک جان دینے سے نہ گھبرائیں گے اور مرنے سے منھ نہ پھیریں گے۔

صلح کی بات چیت ان وجوہ سے وہ پریشان ہوگئے اور آخر جب اندجان کو س بھر رہ گیا تو درویش ترخان کو ہماری طرف بھیجا۔ ہمارے ہاں سے بھی حسن یعقوب کو بھیجا گیا۔ عیدگاہ کے قریب دونوں وکیل آپس میں ملے۔ صلح کی بات چیت طے کی اور واپس ہوئے۔

بڑے اموں کا حملہ سلطان محمود خاں دریائے خجند کی طرف سے بڑھا چلا آرہا تھا۔ اس نے آتے ہی آخشی کو گھیر لیا۔ وہاں جہانگیر مرزا تھا۔ اور امراء میں سے علی درویش بیگ، قلی کوکلتاش، محمد باقر بیگ۔ اور دیوان خانہ کا داروغہ شیخ عبداللہ تھا۔

ویس لاغری اور میر غیاث کی غداری ویس لاغری اور میر غیاث طغائی بھی وہیں تھے۔ یہ دونوں کے دونوں دوسرے امراء سے بدظن ہوکر کاشان چلے گئے جو ویس لاغری کا ملک تھا۔ ویس لاغری چونکہ ناصر مرزا کا اتالیق تھا۔ اس لئے ناصر مرزا کاشان میں رہتا تھا۔

جس وقت خان آخشی کے نواح میں داخل ہوا۔ اس وقت ان دونوں امیروں نے خان سے سازش کر لی اور کاشان حوالے کر دیا۔

میر غیاث تو خان کے ساتھ رہا اور ویس لاغری ناصر مرزا کو لے کر سلطان احمد مرزا کے پاس چلا گیا وہاں ان کو محمد مزید ترخان کے سپرد کر دیا گیا۔

سلطان محمود خاں کی واپسی محمود خاں نے آخشی پر کئی حملے کئے۔ مگر کچھ نہ بنا سکا۔ آخشی کے سرداروں نے اور فوج نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اسی دوران میں سلطان محمود خاں بیمار ہوگیا۔ لڑائی سے بھی اس کا جی چھوٹ چکا تھا۔ اپنے ملک کی طرف لوٹ گیا۔

ابا بکر کاشغری کا حملہ ابا بکر دوغلت کاشغری کسی سے نہ دبتا تھا اور کئی برس سے ختن اور کاشغر کا حاکم بنا بیٹھا۔ اس کو بھی اس ملک کے لینے کی ہوس ہوئی۔ اور کند کے پاس آکر اس نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنا لیا اور لوٹ مار شروع کی

خواجہ قاضی اور چند امرا کا تقرر کیا گیا کہ کاشغری کی خبر لیں۔ جب یہ وہاں پہنچے تو اس نے دیکھا کہ میں اس فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس نے خواجہ قاضی کو اپنا سفارشی بنایا۔ سو حیا حوالے کئے اور اپنا پیچھا چھڑا کر چل دیا۔

ساتھیوں کی جاں بازی کا اعتراف سچ یہ ہے کہ اس دوران میں جبکہ ایسے ایسے سخت واقعات پیش آئے۔ عمر شیخ مرزا کے پس ماندہ امرا اور سپاہیوں نے دلی اتفاق سے کام کیا اور بہادری اور جاں بازی میں کسر نہیں کی۔

والدہ کی فاتحہ ان جھگڑوں سے فرصت پانے کے بعد مرزا کی والدہ شاہ سلطان بیگم[1] اور جہانگیر مرزا محل کے لوگوں اور امرا کے ساتھ آخشی سے اندجان آئے۔ سب نے ماتم پرسی کی رسمیں ادا کیں۔ فقیروں کو آش اور کھانا تقسیم ہوا۔

ان کاموں سے فراغت کے بعد ملک کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی گئی۔ (باقی آئندہ)

---

[1] شاہ سلطان بیگم، بابر کی دادی تھیں۔

اپنی سہ سالہ زندگی پر "تذکرہ" کی شاندار پیشکش

سالنامہ ۱۹۵۶ء

جو مارچ ۵۶ء میں منظر عام پر آرہا ہے

- یہ اشاعت خاص بیش بہا علمی مقالات، دلچسپ مضامین اور اصلاحی افسانوں کے علاوہ تعمیری غزلوں اور اصلاحی نظموں پر مشتمل ہوگی
- اس کے اوراق برصغیر کے مشاہیر اہل قلم اور ارباب فکر و نظر کے بہترین مضامین سے آراستہ ہوں گے۔
- جناب حسن وارثی کا بسیط مقالہ علمی "ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہیں" خاص طور پر اس کی زینت ہے جس میں از آدم تا ایں دم پیش ہونے والے واقعات پر خالص تاریخی نقطۂ نظر سے بے لاگ تبصرہ کر کے امت کے زوال کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آخر میں مجوزہ مداوا پیش کیا گیا ہے۔
- دیگر عنوانات اور اہل قلم حضرات کے اسمائے گرامی کا اعلان عنقریب کیا جائے گا۔ بہترین کتابت اور اعلیٰ طباعت سے مزین تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔

قیمت صرف ایک روپیہ

مستقل خریدار حضرات کی خدمت میں یہ سالنامہ مفت روانہ ہوگا۔

قیمت سالانہ چار روپے —— فی پرچہ چھ آنے

دفتر ماہنامہ "تذکرہ" آرام باغ - کراچی